QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

# سوتیلی اولاد کے عصری مسائل اور ان کا تدارک؛ سیرتِ نبوی ﷺ کے تناظر میں

# Contemporary problems of stepchildren and their solution; through the lens of Prophetic ﷺ Sirah

**Dr. Qaria Nasreen Akhtar**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, BZU Multan. Email: qariaqaisar@gmail.com

Allah Ta'ala has blessed man with countless blessings, one of which is children. A child, whether real or step-child, is a great gift from Allah. Islam is the only religion that examines the need of human society with great depth. Children, whether real or step-children, especially parents have a major responsibility to make them obedient to God. A stepfamily is a family in which at least one of the parents is not related by blood to the child. Either parent has children from a previous relationship. A stepfamily may consist of one biological mother or father, or they may spend some time with each biological mother and father. Children in stepfamilies can bond and bond with both parents, even if they live with one, it is often psychologically impossible to accept the other person's child as their own. This happens when one's own children are also present. There is also a strong possibility of this exploitation. On the other hand, children can also be angry with their step parents. There can be a kind of hostile environment in the family. Social and economic evils arise in the society due to the lack of proper training of the step children. The problems of love for real children and hatred for step children are interrelated, so it is very important to solve them in the context of Rabaib–e–Nabvi ﷺ. Parents should be equipped with Islamic teachings so that they do not differentiate between real and step children and educate them according to Islamic style. With this, the future of stepchildren will be characterized by high human qualities and social, economic and contemporary problems will not arise.

**Key words:** Sirah of Holy Prophetﷺ , Step Family, Children, Contemporary Issues.

**تمہید:**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن میں سے ایک اولاد بھی ہے۔ اولاد چاہے حقیقی ہو یا سوتیلی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا عطیہ ہے۔ نسل انسانی کا تسلسل اور زمین پر اپنے رب کی امین ہے۔ اولاد آپ کی جانشین ہے جو آپ کے اور آپ کی روایات اور کارناموں کو زندہ رکھتی ہے۔ ان کی مناسب تربیت کرنا اور ان کی بنیادی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے جوڑے بنائے اور ان کو اولاد سے نوازا۔ بعد ازاں اولاد کی یہ تقسیم دو طرح کی ہوئی۔ حقیقی اولاد اور سوتیلی اولاد۔ حقیقی اولاد جس کو عربی میں عینی کہا جاتا ہے۔ سگا بہن بھائی، ماں باپ ایک ہو۔ سوتیلی اولاد جس کو عربی میں علاتی اور اخیافی کہا جاتا ہے باپ کی طرف سے بہن بھائی ایک ہوں مگر ماں دوسری ہو ماں کی طرف سے بہن بھائی ایک ہوں مگر باپ دوسرا ہو۔ انگریزی میں اس کو (Step Family) کہا جاتا ہے۔ سوتیلا خاندان ایک ایسا خاندان ہے جس میں کم از کم ماں یا باپ میں سے کسی ایک کا اولاد سے خون کا رشتہ نہیں ہوتا۔ دونوں والدین میں سے کوئی ایک سابقہ رشتے سے اولاد رکھتا ہے۔ سوتیلا خاندان ایک حیاتیاتی ماں یا باپ رہ سکتا ہے یا وہ لوگ ہر ایک حیاتیاتی ماں یا باپ کے ساتھ کچھ نہ کچھ وقت گذار سکتے ہیں۔ بچے سوتیلے خاندانوں میں سے دونوں ماں اور باپ سے ربط اور تعلق بنائے رکھتے ہیں، بھلے ہی کسی ایک کے ساتھ رہیں، نفسیاتی اعتبار سے دوسرے شخص کی اولاد کو اپنا ماننا اور اس کی دن رات دیکھ بھال کرنا اکثر ناممکن ہوتا ہے۔ یہ خاص طور پر اس وقت ہوتا ہے جس کسی کی اپنی اولاد بھی ہو۔ اس استحصال کا بھی کافی قوی امکان رہتا ہے۔ دوسری جانب اولاد بھی اپنے سوتیلے ماں باپ سے بد ظن ہو سکتے ہیں۔ خاندان میں ایک طرح کا نفرت آمیز ماحول ہو سکتا ہے۔

اسلام وہ واحد مذہب ہے جو بڑی گہرائی کے ساتھ انسانی معاشرے کی ضرورت کا جائزہ لیتا ہے اور انسان کے مستقبل کو تابناک بناتا ہے اور اس کو اعلیٰ صفات انسانیہ سے متصف کرنے پر خاص توجہ دیتا ہے۔ تحفہ جس قدر بڑی ہستی کی جانب سے ہو اس کی اتنی ہی قدر ہوتی ہے مگر یہ تحفہ رب العالمین کی طرف سے ہے، رب کے اس عظیم تحفے کی اتنی قدر دانی ضروری ہے جو اس کے شایان شان ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "بچے اللہ کے پھولوں میں سے ہیں"۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت کو معمولی نہ سمجھیں، کہیں معمولی سی کوتاہی پر یہ خوبصورت پھول مرجھا نہ جائیں۔ دوران تربیت ان کے اخلاق و کردار کو اس انداز سے آراستہ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ جنت حقیقی کے اہل قرار پائیں۔ معاشرے میں حقیقی اولاد کی فکر، تعلیم و تربیت ہر والدین کرتے ہیں۔ مگر سوتیلی اولاد کو سراسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ان کو اپنا سمجھا ہی نہیں جاتا۔ سوتیلی اولاد کی صحیح تربیت نہ ہونے کی بنا پر بچوں میں معاشرتی بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جس کے ضمن میں کئی جدید مسائل جنم لیتے ہیں۔ اگر ماں باپ اسلامی تعلیمات سے آراستہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا خوف موجود ہو تو حقیقی اور سوتیلی اولاد کی تربیت بھی اچھے طریقے سے کی جا سکتی ہے اور معاشرے کو پر امن بنایا جا سکتا ہے۔

**سوتیلا باپ، سوتیلی ماں اور سوتیلی اولاد:**

اللہ تعالیٰ انسان کو حقیقی اولاد سے نوازتا ہے مگر اس کو کبھی سوتیلے بچے بھی اولاد کی صورت میں مل جاتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں سوتیلی اولاد حقیقی اولاد کی مانند تو نہیں ہوتی البتہ اس کو گود میں لے کر اس کی پرورش، تعلیم و تربیت اور اسے ادب و اخلاق سکھانے پر ثواب ملتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ سوتیلی اولاد کو حقیقی اولاد کا درجہ دیتے تھے۔ لیکن اسلام نے اس تصور کو یکسر ختم کر دیا اور واضح کیا کہ سوتیلی اولاد کو ان کے اصل والد یا والدہ کی طرف منسوب کرنا ضروری ہے۔

بچے کی ماں کا دوسرا خاوند جس کو اس کی ماں نے سابقہ شوہر کی وفات کے بعد یا اس سے طلاق ہونے کے بعد اپنا خاوند بنایا ہو۔ انگریزی زبان میں باپ کا نقیض یعنی سوتیلے باپ کو "Step Father" کہتے ہیں۔ اگر مرد ایک شادی اور کر لے اس مرد کی سابقہ بیوی سے اولاد بھی ہو تو اس اولاد کے لیے باپ کی دوسری بیوی "سوتیلی ماں" کہلائے گی، انگریزی زبان میں اس کو "Step mother" کہتے ہیں۔ عورت کے پہلے شوہر سے اولاد ہو اس کو سوتیلی اولاد کہیں گے اس کو انگریزی میں "Step offspring" کہتے ہیں۔

سوتیلی اولاد کے لیے عربی زبان میں "ربیب اور ربیبہ" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ربیب اور ربیبہ کی جمع ربائب ہے۔ جس کا مادہ "ربی" ہے۔ یعنی ربائب ہے۔ جس کا مادہ "ربی" ہے۔ یعنی کفالت و پرورش۔

ربیب صفت مشبہ ہے جو مذکر و مونث دونوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ[1] "جو تمہاری آغوش میں ہیں اور ان عورتوں کی اولاد"۔

عربی میں ربیب اور ربیبہ کا اطلاق عورت کے پہلے شوہر سے اولاد بیٹے، بیٹیوں، نواسے اور نواسیوں پر ہوتا ہے۔ شوہر کی اولاد کو ربیب اور ربیبہ نہیں کہتے۔ کیونکہ یہاں ربیب بمعنی مربوب ہے جو رب یرب سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی پرورش کرنا کے ہیں۔ کیونکہ بیوی کی اولاد کی جسمانی اور مالی پرورش دوسرا شوہر کرتا ہے۔ اس اعتبار سے وہ اس کے لیے ربیب اور ربیبہ ہوتے ہیں۔ بالفاظ دیگر لڑکی چونکہ سوتیلے باپ کی گود میں تربیت پاتی ہے اس بنا پر اس کو ربیبہ کہتے ہیں۔ عربی میں عام طور پر سوتیلی بیٹیاں سوتیلے باپ کی پرورش میں رہتی ہیں۔ اس لیے ربیبہ کا لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

**لغوی تعریف:**

ربیبہ کا لغوی معنی پالی ہوئی لڑکی، تربیت یافتہ لڑکی کے ہیں۔ ربیبۃ الرجل بنت امرائتہ من غیرہ۔[2] "ربیبہ وہ لڑکی ہے جو بیوی کے سابق شوہر سے ہو"۔[الربیبة ابنة امرئة الرجل من زوج سابق والابن ربیب واصلها من الرب وهو الاصطلاح والتادیب یقال رب الولد یربیه ربا و تربیة ای اصلحه وادبه][3] "ربیبہ وہ لڑکی جو بیوی کے سابق شوہر سے ہو اسے ربیبہ اور بیٹے کو ربیب کہا جاتا ہے۔ لفظ ربیبہ "رب" سے مشتق ہے۔ جس کا معنی درست کرنا اور ادب سکھانا۔ اسی سے کہا جاتا ہے۔ رب الولد یربیه ربا و تربیة "کہ اس نے اپنے لڑکے کی تربیت و اصلاح کی"۔

**اصطلاحی تعریف:**

ربیبہ بیوی کی لڑکی، اس کی پوتی اور اس کی نواسی کو کہتے ہیں اور اس سے نیچے کی پشتوں تک خواہ نسبی ہوں یا رضاعی، وارث ہوں یا نہ ہوں اور لڑکے کو ربیب کہتے ہیں۔[4] ربیبہ بیوی کی اس بیٹی کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے شخص سے ہو۔ یعنی اس لڑکی کا باپ کوئی دوسرا شخص ہے۔ جو اس کی ماں کے حالیہ شوہر کے علاوہ ہے۔ ربیبہ کی نواسی یا پوتی اور اس کے نیچے کی پشتوں تک سبھی ربیبہ کے حکم میں

---

[1] Al-Nisā, 23:4.

[2] Muḥammad Mukaram ibn Manzūr, Lisān al ʻArab, (Beirut: Maktabah Dār-i-Sādir, 1998 AD), 1/405.

[3] Maūsūʻah al Mustalḥāt al Islāmiyah al Mutarjamah, (Karachi: Idārah tul Qurān, 2009 AD), 12/222.

[4] Maūsūʻah Fiqhiyah (Urdu), 22/128.

ہی ہوتے ہیں۔ خواہ وہ نسبی ہو یا رضاعی۔ نسبی یعنی وہ دوسرے شوہر کی بیٹی ہو۔ اور رضاعی سے مراد اس لڑکی نے اس عورت کا دودھ پیا ہے جو اس کے سابقہ شوہر کی وجہ سے تھا۔ اس طرح خواہ وہ وارث ہوں یا نہ ہوں۔ سب ربیبہ کے حکم میں داخل ہیں۔

قرآن مجید کی سورہ النساء میں ربیبہ کا لفظ جمع کی صورت میں ربائب آیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ربیبہ کے ساتھ ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے شادی کرنا حرام ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَاۗىِٕكُمْ وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۡفَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَاۗىِٕلُ اَبْنَاۗىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۲۳ [5]

"تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالہ، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں، تمہاری دودھ پلانے والی مائیں، تمہاری دودھ شریک بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں (ساسیں) نیز تمہاری بیویوں کے (سابقہ شوہروں) کی لڑکیاں جو اب تمہاری پرورش میں ہیں، اور ان کی ماؤں سے تم صحبت کر چکے ہو۔ (تو ان کی لڑکیوں سے نکاح منع ہے) اور اگر بیوی سے ابھی صحبت نہ کی ہو تو (اس کی بجائے اس کے سابقہ شوہر کی لڑکی کو نکاح میں لے آنا) کوئی گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت سے ہیں (وہ بھی تم پر حرام ہیں) کہ تم دو بہنوں کو (بیک وقت) نکاح میں جمع کرو جو ہو چکا ہو سو ہو چکا ہے، یقین رکھو اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

سوتیلی اولاد کے بارے میں حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

ان ام حبيبة حدثتها، انها قالت لرسول الله ﷺ: انكح اختي عزة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" اتحبين ذلك؟"، قالت: نعم يا رسول الله، فلست لك بمخلية، واحق من شركني في خير اختي، قال رسول الله ﷺ:" فإن ذلك لا يحل لي"، قالت: فإنا نتحدث، انك تريد ان تنكح درة بنت ابي سلمة، فقال:" بنت ام سلمة"، قالت: نعم، قال رسول الله ﷺ:" فإنها لو لم تكن ربيبتي في حجري ما حلت لي، إنها ابنة اخي من الرضاعة ارضعتني، واباها ثويبة، فلا تعرضن علي اخواتكن، ولا بناتكن."[6]

"نبی کریم ﷺ کی زوجہ ام حبیبہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی آپ میری بہن عزہ سے نکاح کر لیں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تو یہ بات پسند کرتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! جی ہاں۔ میں آپ کے لیے مخل ہونے والی نہیں ہوں اور زیادہ پسندہ کرتی ہوں کہ ہر بات کے "خیر میں کسی غیر کی بجائے میری بہن شریک ہو۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا!" آیا کہ یہ میرے لیے جائز نہیں"۔

---

[5] Al-Nisā, 23:4.

[6] Muḥammad bin Yazīd ibn Mājah, Kitāb al Sunan, (Karachi: Maktabah tul Bushra, 2012 AD), Hadith No.1939.

سیدہ ام حبیبہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ درہ بنت ابی سلمہ کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ کی بیٹی؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ میری گود میں ربیبہ نہ ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور اس کے باپ ابو سلمہؓ کو ثوبیہؓ نے دودھ پلایا۔ اس لئے تم مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کیا کرو۔ یہاں تک کہ صحیح البخاری میں حدیث (۵۳۷۲) میں (سوتیلی اولاد کا نام) واضح طور پر آیا ہے کہ سوتیلی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔[لو لم تكن ربيبتي في حجري ما حلت لي]

**سوتیلا باپ:**

باپ ایک چھت کی مانند ہوتا ہے۔ جس طرح ایک چھت گھر کے مکینوں کو سرد و گرم ماحول سے محفوظ رکھتی ہے۔ اسی طرح باپ بھی موسم کے ناروا سلوک اور معاشرے میں پھیلنے والی برائیوں سے بچا کر رکھتا ہے۔ باپ دنیا کی نعمتوں میں سے ایک عظیم الشان نعمت ہے جب دنیا کی چھوٹی سی نعمت چھین لی جاتی ہے اس کے بعد اس نعمت کا احساس ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں اللہ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

وہ مرد جو اس عورت سے گھریلو تعلقات استوار کرے جو (عورت) پہلے سے ہی شادی شدہ ہو بعد از طلاق یا سابق شوہر کی وفات کے بعد اپنے ساتھ بچے لائی ہو۔ ان بچوں کا وہ سوتیلا باپ کہلائے گا۔ سوتیلے بچوں کو سوتیلے باپ کے لیے سنبھالنا قدرے دشوار ہوتا ہے۔ مگر جن کے دلوں میں اللہ کی محبت اور تعلیم نبوی ﷺ موجود ہو وہ انسان بطریق احسن سوتیلی اولاد کی پرورش کر سکتا ہے۔

وہ گھر جس میں حقیقی اولاد کے ساتھ سوتیلی اولاد بھی موجود ہو، اس دورانیہ میں گھر کے سربراہ کو قدرے دشواریاں محسوس ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے ان مشکلات کے حل کے لیے ماں باپ کو اسلامی قوانین کی پاسداری کرنا ہوگی۔ انبیاء کرامؑ کی تعلیمات سے آراستہ کرنا ہوگا۔ خصوصاً نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی تو سوتیلے باپ کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[7]

"اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے"۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی پاکیزہ زندگی میں یکے بعد دیگرے کئی شادی کی تھیں، جن خواتین کو امہات المومنین کا شرف حاصل ہوا، وہ اکثر بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ بعض ازواج جو آپ ﷺ کے عقد مبارک میں شامل ہوئیں ان کی سابق شوہر سے بھی اولاد تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو اپنے حرم میں صرف شامل ہی نہیں فرمایا بلکہ ان کی اولاد کے اخراجات کو اپنے ذمے لے لیا۔ ان بچوں کی تعلیم و تربیت شفیق والد گرامی طرح فرمائی کی اور ان کو معاشرے کی صف اول میں لا کھڑا کیا۔

اسی طرح حضرت ام سلمہؓ جب آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو حضرت عمر بن ابو سلمہؓ ان کے ساتھ ہی حضور ﷺ کے پاس آئے تھے اس لیے یہ حضور ﷺ کے ربیب یعنی سوتیلے بیٹے تھے۔[8]

آپ ﷺ نے سوتیلی اولاد کی مثالی پرورش و تربیت فرما کر دنیا کے لوگوں کو پیغام دیا کہ سوتیلی اولاد کے ساتھ حسن سلوک بڑے اجر کا باعث ہے۔ آپ ﷺ نے سوتیلی اولاد کی اس انداز سے پرورش کی تاکہ آنے والے لوگ آپ ﷺ کی تعلیم سے آراستہ

---

[7] Al-Aḥzāb, 21:33.

[8] Urdū Dā'rah M'ārif, (Lahore: Dānishgah-i-Punjāb, 1964 AD), 3/249.

ہوتے رہیں اور اپنی دنیا اور آخرت سنوارتے رہیں۔ سوتیلے ماں باپ کو چاہیے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلامی قوانین کے تحت ایک مخلوط خاندان کی ذمہ داریوں کو احسن انداز سے نبھائیں۔

**سوتیلی ماں:**

ماں ایک ٹھنڈک، جنت کا سائبان اور شفقت کے مجسمے کا نام ماں ایک آسمانی تحفظ ہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ [اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ][9]۔ "ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے"۔

ماں کی عظمت اور کردار تو زندگی کی بقاء کے لیے اولین ضرورت ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ جانوروں تک اپنی مامتا کے فرائض کو پورا کرتے ہیں۔ گویا کسی بھی مخلوق کی نشوونما اور بالیدگی کے لیے ماں کا وجود جنم دینے کے بعد بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ ماں بچے کو بچپن میں جو بخشتی ہے وہی اس کی رگوں میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس لیے ماں کا کردار بے حد جاندار ہونا چاہیے۔

عورتیں مختلف مراتب رکھتی ہیں۔ کبھی عورت بیٹی کے روپ میں نظر آتی ہے تو کبھی بہن کے روپ میں، کبھی بیوی کے روپ میں تو کبھی ماں کے روپ میں، مگر مائیں بھی مختلف روپ میں ملتی ہیں۔ کبھی اصل ماں کی صورت میں تو کبھی سوتیلی ماں کی صورت میں۔ حقیقی مائیں جس قدر اپنے بچوں سے محبت کرتی ہیں سوتیلی مائیں اس کے برعکس کرتی ہیں۔ چونکہ سوتیلی ماں کے اصل بچے ہوتے نہیں۔ تاہم دین اسلام نے ماں کے متبادل بچے کو سوتیلی ماں عطا فرمائی ہے۔ جو مقام حقیقی ماں کو حاصل ہے۔ دین اسلام میں وہی مقام سوتیلی ماں کو بھی عطا کرتا ہے۔ اگر سوتیلی ماں بچوں کے ساتھ حقیقی ماؤں والا روپ دھار لیں تو بچے بھی اس کے ساتھ مانوس ہوں گے اور بچوں میں محبت کا جذبہ قدرے بڑھے گا۔

معاشرے میں ایک بیٹی کی تربیت پورے معاشرے کو تربیت دینے کے مترادف ہے۔ ایک باشعور سوتیلی ماں ہی اپنے سوتیلے بچوں کو غلط کاری سے باز رکھے گی رزق حلال کا احساس پختہ کرے گی ماں باپ جو اپنی دولت چھوڑ کر جاتے ہیں وہ نیک اولاد ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ عورت کا کوئی بھی روپ ہو بنیادی فرائض ایک جیسے ہیں۔ ایک سوتیلی ماں میں ایثار و قربانی، محبت و شفقت اور حب الوطنی یہ تمام تر خصوصیات ہونی چاہئیں۔ سوتیلی ماؤں کو اللہ تعالیٰ نے وہ قابل رشک مقام عطا فرمایا جو بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ عورت ایک ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے لازوال رشتوں سے مرد کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ اپنے ہی کردار کے ساتھ مرد کو مکمل کرتی ہے۔

**سوتیلے ماں باپ کے حقوق وفرائض:**

اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں ماں باپ پر مقرر کی ہیں ان میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کی عقل کی اصلاح کریں اور ان کی خوب دیکھ بھال کریں اور جس طرح ان کی نگرانی کرنی چاہیے اس طرح ان کی نگرانی رکھیں تاکہ ان کی فکر اور رائے درست رہے اور ان کے حافظے قوی، اذہان صاف اور عقول پختہ رہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گھریلو زندگی میں ایک گھر والی کی

---

[9] 'Alī Mutaqī bin Ḥusāmud Dīn, Kanz al 'Umāl, trans. Muḥammad YusufbTanūlī, (Lahore: Maktabah Raḥmaniyah, 2004 AD), Hadith No.45439

حیثیت بڑی اہمیت والی ہوتی ہے اور گھریلو معاملات کا سربراہ مرد ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾[10] "مرد عورتوں پر قوام ہیں"۔

بنیادی طور پر سوتیلے ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی سوتیلی اولاد کے لیے ابتدائی تعلیم وتربیت کے لیے صحیح درسگاہ کا انتخاب کرے اور خصوصاً دینی تعلیم پر توجہ دے۔ چونکہ بچہ ابتدائی تعلیم سے جو کچھ سیکھتا ہے وہ تمام عمر اس کے دل میں راسخ رہتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔[اکرموا اولادکم , واحسنوا ادبھم][11] "تم لوگ اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کرو، اور انہیں بہترین ادب سکھاؤ"۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں بچوں کو قرآن کی تعلیم، بزرگوں کے واقعات اور احکام دینی سکھانے کی ضرورت اور اہمیت پر توجہ دلائی ہے فرمایا: "جب بچے کے لیے اپنے ماحول سے آشنا ہونے کا وقت آجائے یعنی سن تمیز کو پہنچے تو والدین اس کے دل میں دینی اور دنیاوی امور کی اہمیت کو اجاگر کریں اسے ادب سکھائیں"۔[12]

سوتیلے ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو غیر ضروری چیزوں سے روکے اور اچھی تربیت کی طرف مائل کرے تاکہ وہ معاشرتی برائیوں سے دور رہیں۔ جو سوتیلے ماں باپ اپنے سوتیلے بچے کی تعلیم وتربیت نہیں کررہے یوں سمجھیئے وہ ان پر ظلم کررہے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے:

> عن النعمان بن بشير،ان اباه اتى به إلى رسول الله ﷺ، فقال: إني نحلت ابني هذا غلاما، فقال: اكل ولدك نحلت مثله، قال: لا، قال: فارجعه۔[13]
>
> نعمان بن بشیرؓ نے کہا ان کے والد انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ پھر (ان سے بھی) واپس لے لیں"۔

سوتیلے ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اولاد میں برابری رکھیں۔ خوراک، لباس، رہائش، مال، پیار، محبت، تعلیم اور تفریح کے مواقع یکساں مہیا کریں۔ خواہ بچوں سے کام کرانا مقصود ہو تو تب بھی سب بچوں میں یکسانیت رہے۔ حقیقی اور سوتیلی اولاد میں ہرگز فرق نہ رکھا جائے۔ بعض مائیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ وہ باپ کو مجبور کرکے ذاتی اولاد کو کچھ مراعات دلانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ایسا کرنا ظلم ہے۔

---

[10] Al-Nisā, 34:4.

[11] Muḥammad bin Yazīd ibn Mājah, Kitāb al Sunan, (Karachi: Maktabah tul Bushra, 2012 AD), Hadith No. 3671.

[12] Muḥammad bin Muḥammad al Ghāzālī, Iḥyā al 'Ulūm, (Karachi: Maktabah al Madina, 2017 AD), 3/310.

[13] Muḥammad bin Ismā'īl, Al Jami'al Saḥīḥ, (Karachi: Maktabah tul Bushra, 2012 AD), Hadith No. 2586.

**سوتیلی اولاد کے حقوق و فرائض:**

سوتیلے ماں باپ حقیقی ماں باپ کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ ان کا ادب واحترام بجالانا انتہائی ضروری ہے۔ دیگر ادیان میں اس قدر والدین کی تعظیم و تکریم کے متعلق تعلیم نہیں دی گئی۔ دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس میں ہر مرد، عورت جو ہمارے ماں باپ کے ہم عمر یا عمر میں بڑے ہوں، لائق صد تعظیم ہیں۔ شریعت مطہرہ میں سوتیلے ماں باپ کو وہی حقوق و مراعات ملیں گی جو حقیقی والدین کو ملتی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جن رشتوں کو عورت کے لیے محرم مقرر کیا ہے۔ اس میں عورت کے شوہر کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ سوتیلا باپ ہو یا ماں، سوتیلی اولاد پر ان کی خدمت ضروری ہے دل تسلیم کرے یا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾[14]

"پس تم ماں باپ کو اف نہ کہو اور نہ ہی ان کو ڈانٹو اور ان دونوں کے ساتھ نرم لہجے سے گفتگو کرو"۔

جس طرح حقیقی والدین کی خدمت بجالانا لازم قرار دیا گیا ہے اسی طرح سوتیلے ماں باپ کی خدمت کرنا بھی نہایت اجر وثواب کا باعث ہے۔ حق بھی یہی ہے کہ ان کی خدمت کی جائے۔ جب کہ والدین اولاد کے لیے خدمت سے بڑھ کر بہت زیادہ جسمانی تکالیف برداشت کرتے ہیں، لہٰذا اولاد پر لازم ہے کہ وہ ان کے بدلے میں ان کے ساتھ خدمت اور احسان کا معاملہ کریں۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

قَالَ:" سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ[15]

"نبی کریم ﷺ سے عبداللہ بن عمر نے عرض کیا۔ اللہ کے ہاں سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا"۔

مختلف حالات میں سوتیلے ماں باپ کے ساتھ احترام اور خدمت کرنے کے مختلف انداز اختیار کرسکتے ہیں۔ بعض اوقات حقیقی والدہ سوتیلی ماں سے یا حقیقی والد سوتیلی ماں سے حسن سلوک کرنے میں آڑے آتے ہیں۔ ایسی صورت میں حکمت اور تدبیر کے ساتھ حقیقی والد یا والدہ کو سمجھایا جاسکتا ہے اگر حقیقی والدین نہ سمجھیں تو ان کو بن بتلائے سوتیلے ماں باپ سے جہاں تک ہوسکے اچھا سلوک کیا جائے۔

بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ سوتیلے ماں باپ کا سوتیلی اولاد کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ اس صورت میں تمام تر ذمہ داری سوتیلی اولاد پر آجاتی ہے۔ سوتیلے ماں باپ سے حسن سلوک کرنا، اچھے اخلاق سے پیش آنا، ان کی خدمت کرنا، ان کی کفالت کی ذمہ داری لینا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا سوتیلی اولاد کا فرض ہے۔ بعض اوقات حقیقی والدین بقید حیات ہوتے ہیں اور سوتیلے ماں باپ بھی ان تمام صورتوں میں سب کے حقوق کی ادائیگی اولاد کی ذمہ داری ہے۔

[14] Al-Isrā', 23:17.

[15] Muḥammad bin Ismā'īl, Al Jami'al Saḥīḥ, (Karachi: Maktabah tul Bushra, 2012 AD), Hadith No.527.

**سوتیلی اولاد کے عصری مسائل اور ان کا تدارک:**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن میں سے ایک اولاد بھی ہے۔ اولاد چاہے حقیقی ہو یا سوتیلی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا عطیہ ہے۔ اولاد آپ کی جانشین ہے ۔ ان کی مناسب تربیت کرنا اور ان کی بنیادی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ دوران تربیت ان کے اخلاق و کردار کو اس انداز سے آراستہ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ جنت حقیقی کے اہل قرار پائیں۔ معاشرے میں حقیقی اولاد کی فکر، تعلیم و تربیت ہر والدین کرتے ہیں۔ مگر سوتیلی اولاد کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ان کو اپنا سمجھا ہی نہیں جاتا۔ سوتیلی اولاد کی صحیح تربیت نہ ہونے کی بنا پر بچوں میں معاشرتی بگاڑ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس سے جدید تر مسائل جنم لیتے ہیں۔ سوتیلی اولاد کے عصری مسائل میں تعلیم و تربیت، ان پر بے جا تشدد اور احساس کمتری ہی ہے جو معاشرتی بگاڑ کی وجہ بنتی ہے۔ ان کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے۔

**سوتیلے بچوں کے تعلیمی، تربیتی اور سماجی مسائل:**

انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت علم حاصل کرنا ہے۔ تعلیم کا حصول بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا درجہ حاصل ہوا۔ جس کا ذکر سورہ بقرہ میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ[16]

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سبھی چیزوں کی تفصیلات کا علم دے دیا"۔

موجودہ دور میں تعلیم کے بغیر انسان کو زندگی گزارنا انتہائی دشوار ہو گیا ہے تعلیم کو جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کرنا انتہائی لازم ہے۔ تعلیم ذہنی تربیت اور انسانی رویوں کی تبدیلی کا نام ہے۔ یہاں ماں باپ سوتیلے بچوں میں فوری تبدیلی چاہتے ہیں اور بے صبری کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھ نہیں پاتے کہ تجربہ اور علم انہوں نے کافی زندگی گزارنے کے بعد حاصل کیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ بچوں کو جلد از جلد حاصل ہو۔ دنیا کے مشکل ترین کاموں میں سے ایک سوتیلے بچوں کی تربیت ہے جس کے لیے ماں باپ کو صبر و تحمل اور حکمت و دانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جونہی سوتیلے بچے بچپن سے بلوغت میں پہنچتے ہیں ان کے گوناگوں تربیتی مسائل میں نہ صرف اضافہ ہوتا ہے بلکہ مسائل کی اقسام بدل جاتی ہے۔ انیسویں صدی سے قبل انسانی زندگی کے تین مراحل تھے۔

**۱۔ بچپن:** جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت سے پندرہ سال کی عمر تک یعنی بچے کا جوان ہونے سے پہلے تک کا دورانیہ بچپن کہلاتا ہے۔

**۲۔ جوانی:** پندرہ سال کی عمر یا بچہ جب جوان ہوتا ہے اس وقت سے لے کر چالیس سے پچاس سال کی عمر کے دورانیہ کو جوانی کا دور کہا جاتا ہے۔

**۳۔ بڑھاپا:** جب انسان کی عمر چالیس سے پچاس سال ہو جاتی ہے اس وقت سے آگے والی مکمل زندگی بڑھاپا کہلاتا ہے۔

دین اسلام نے بچپن کی عمر کو تربیتی عمر کہا ہے۔ جب بچہ جوان ہو جاتا ہے تب اسے ذمہ داری کا عہدہ دے دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے اس پر تمام دینی فرائض کو لازم قرار دیا ہے اور اس کو باشعور زندگی والا انسان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو زندگی عطا فرمائی ہے۔ اس میں ہم نے حقیقتوں کو کھولنا اور فطرت کے قوانین کو جاننا ہے۔ قرآن و حدیث نے ہمیں اصول اخلاق عطا فرمائے ہیں۔ ہماری زندگی میں سماج کی تشکیل ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے۔ موجودہ دور میں سوتیلی اولاد کے سماجی مسائل بڑھ

---

[16] Al-Baqarah, 31:2.

رہے ہیں۔ نبوی تعلیم ہونے کے باوجود خصوصاً سوتیلی کنواری لڑکیوں کے حوالے سے ہمارا معاشرہ تنگ نظری کا شکار ہے۔ سوائے چند لوگوں کے۔ جدید دور میں ہمارا سماج سوتیلی لڑکیوں کے حوالے سے ویسے ہی ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھا۔ سوتیلی لڑکیوں کا تعلیم یافتہ ہونا پوری نسل کو تعلیم یافتہ بنانے کے مترادف ہے۔ لیکن ہمارے سماج میں یہ سوچ پیدا ہو گئی ہے کہ سوتیلی اولاد نے تعلیم یافتہ ہو کر، سمجھ دار بن کر سسرال چلے جانا ہے اور صرف گھر کو ہی سنبھالنا ہے۔ اسی بناء پر سوتیلی اولاد کو تعلیم نہیں دلوائی جاتی جبکہ اسلام نے علم کے دروازے مرد وزن کے لیے کھول رکھے ہیں۔ اسلام نے ہی لڑکیوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ مرکوز کرائی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم[17]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"

**سوتیلے ماں باپ اور اولاد میں ناخوشگواری کی وجوہات:**

سوتیلی اولاد حقیقی اولاد کی مانند ہوتی ہے۔ بسا اوقات شرعی تعلیمات ہونے کے باوجود ان رشتوں میں اتنے اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ان کو ختم کرنا اور اختلافات کو یکسر ختم کرنا قدرے دشوار ہو جاتا ہے۔ دین دار ماں باپ اور سوتیلی اولاد میں پیدا ہونے والے اختلافات کی بنیاد نظریات پر بھی ہوتی ہے۔ جس کو جنریشن گیپ کہا جاتا ہے۔ یہ اختلافات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب پچاس سال کی عمر کے افراد اور سوتیلے نوجوان کے درمیان عمر اور تجربہ کا واضح فرق ہوتا ہے۔ یکایک ایک دوسرے کے نظریات کو اہمیت نہیں دیتے بلکہ اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ دراصل دین دار سوتیلے ماں باپ علم پر عمل پیرا نہیں ہوتے جس کی بنا پر یہ مسائل جنم لیتے ہیں۔ قرآن میں ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ[18]

"کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں"۔

ہمارے معاشرے میں شرعی تعلیمات ہونے کے باوجود دین دار طبقہ چند وجوہات کی بنا پر مختلف مسائل کا شکار ہے۔ مثلاً سستی، غفلت، ریاکاری، منافقت اور دنیا کی محبت وغیرہ۔[19]

حقیقی والدین کا حقیقی اولاد کے ساتھ خونی رشتہ ہوتا ہے تاہم کسی خارجی محرک کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی جو حقیقی والدین اور حقیقی اولاد کو ملا دے جس سے ان میں محبت پیدا ہو۔ جبکہ سوتیلے ماں باپ کا سوتیلی اولاد کے ساتھ ہر لحاظ سے کوئی خونی واسطہ نہیں ہوتا۔ اس لیے سوتیلی اولاد کا دل سوتیلے ماں باپ سے مانوس ہونے کی بجائے آپس میں ملنے اور مانوس ہونے کے ایک دوسرے سے دور دور رہتا ہے۔ خصوصاً جب سوتیلی اولاد یہ دیکھتی ہے کہ تمام کاموں میں ان کی حقیقی والدین کو جو اختیار تھا اب وہ سوتیلے ماں باپ کے

---

[17]Muḥammad bin Yazīd ibn Mājah, Kitāb al Sunan, (Karachi: Maktabah tul Bushra, 2012 AD), Hadith No.224.

[18] Al-Baqarah, 44:2.

[19] Bātnī Bimaryūnī kī Malūmāt, (Karachi: Maktabah al Madinah, 2013 AD), 179.

پاس ہے تو اس وقت سوتیلی اولاد کے دل میں حسد جیسی بیماریاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اب غیر ارادی طور پر یہی سوتیلی اولاد سوتیلے ماں باپ کو ناپسند کرنے لگتی ہے اور محبتیں دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

دوسری طرف سوتیلے ماں باپ سوتیلے بچوں کو ایک بوجھ محسوس کرنے لگتے ہیں ان کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ اب سوتیلی اولاد کی وجہ سے ضروریات بڑھ گئی ہیں۔ اب یہ سوتیلی اولاد ہمارے ہر کام میں رکاوٹ کا سبب بن رہی ہے یہی نفرت روز بروز بڑھتی جاتی ہے تو نوبت یہاں تک آ پہنچتی ہے کہ سوتیلی اولاد میں کو تاہیاں سوتیلے ماں باپ کے دل میں بجنے لگتی ہیں پھر گھروں میں اس طرح ہوتا ہے کہ

1. لوگوں کے سامنے سوتیلی اولاد کی خامیوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نصیحت حاصل کر کے مہذب بن جائیں۔ یہ طریقہ سوتیلی اولاد کو ذلیل کرنے کا ہے۔
2. سوتیلے بچوں میں کام کرنے کی عادت پیدا کرنے کے لیے ان سے بے تحاشا کام لیا جاتا ہے۔
3. یہ کہہ کر کہ "مخصوص چیزوں کو کھانے سے طبیعت بگڑ جائے گی، ہاضمہ خراب ہو جائے گا" سوتیلی اولاد کو کھانے پینے کی اشیاء سے قدرے دور رکھا جاتا ہے۔
4. سوتیلی اولاد کو آداب و تہذیب سکھانے کے نام پر مارا، پیٹا اور ڈانٹا بھی جاتا ہے۔

جیسے جیسے سوتیلے بچوں کی عمر بڑھتی جاتی ہے ویسے ہی سوتیلے ماں باپ کے ساتھ چہ میگوئیاں بھی بڑھتی جاتی ہیں۔ اور نہ چاہنے کے باوجود سوتیلی اولاد ماں باپ سے ایسی باتیں کہہ جاتی ہے اور ماں باپ کو یہ باتیں سننا پڑتی ہیں۔ جو آپس میں خوشگوار تعلقات کو ختم کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ سوتیلے بچوں پر تشدد سے مراد کسی دوسرے کا ایسا اقدام جس سے بچے کو کافی حد تک نقصان پہنچے۔ جب بچوں پر جبری تشدد کیا جاتا ہے تو ان میں جھوٹ کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ منافقت اور سستی آجاتی ہے طبیعت بجھی سے رہتی ہے۔ ان کی زندگیوں سے خوشیاں اور تمنائیں ناپید ہو جاتی ہیں۔ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی ذہنی نشوونما میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ سوتیلے بچوں کو مارنا بڑا جرم ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ "جہاں تک ممکن ہو بچوں کو زبان سے سمجھایا جائے اور اصلاح کی جائے نہ سمجھنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی جائے"۔[20]

دنیا بھر میں سوتیلے بچے اپنے والدین کے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کو بگھوڑے بچے کہا جاتا ہے۔ یہ بگھوڑے بچے دراصل انتہائی خطرے سے دوچار ہو جانے والا گروہ سمجھے جاتے ہیں۔ ان بچوں میں سے کئی منشیات فروشوں کے ہاتھوں چڑھ جاتے ہیں، کئی بردہ فروشوں کے اور کئی بچوں کو جنسی غلام بنا لیا جاتا ہے یا پھر ان کو جرائم کی دنیا میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان بچوں کے ساتھ وہ کچھ ہوتا ہے جن کا تصور ہمارے ذہنوں میں بالکل نہیں۔ سوتیلے بچوں کی گھروں سے بھاگنے کی وجوہات میں تشدد بھرا ماحول، احساس کمتری، غلط صحبت وغیرہ شامل ہے۔

[20] Muḥammad bin Muḥammad al Ghāzālī, Iḥyā al ʻUlūm, (Karachi: Maktabah al Madina, 2017 AD), 3/308.

**سوتیلی اولاد بحیثیت مظلوم طبقہ:**

اس مظلوم طبقہ کی مظلومیت کے خاتمہ اور ان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ
إنكم لتبخلون، وتجبنون، وتجهلون، وإنكم لمن ريحان الله[21]

"بے شک تم بخیل ناطے ہو بزدل کر دیتے ہو اور تم جاہل بنا دیتے ہو بے شک تم اللہ کے عطا کیے ہوئے پھولوں میں سے ہو"۔
لہٰذا ان بچوں کو ماں باپ اور معاشرے کی طرف سے تحفظ، پیار اور خیال کی بدرجہ اتم ضرورت ہے۔

سوتیلی اولاد جہاں کھیل کود، تفریح اور تعلیم جیسے بنیادی حقوق سے محروم ہیں وہاں اغوا برائے تاوان، جبری مشقت اور جنسی تشدد جیسے برے معاشرتی افعال کا بھی تسلسل سے شکار ہیں۔ دین اسلام میں سوتیلی اولاد کے تحفظ کے حوالے سے قدرے قواعد وضوابط موجود ہیں۔ لیکن ان پر عمل درآمد بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ نتیجتاً ہمارا معاشرہ بحیثیت مجموعی سوتیلی اولاد کے لیے غیر محفوظ بن کر رہ گیا ہے۔ روزانہ بچوں پر تشدد اور ان کو قتل کرنے کی خبریں اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی سماعت سے ٹکراتی ہیں۔ اکثر بچے زیادتی کا شکار ہونے والے لاوارث اور سوتیلے بچے ہوتے ہیں۔ جو گھروں میں سوتیلے والدین کے ظلم وستم سے تنگ آکر گھر سے بھاگ جاتے ہیں۔

سوتیلے بچوں کے لیے تفریحی سہولیات، گھریلو ماحول جو تشدد سے خالی ہو، بالغ عمر میں شادی کا ہو جانا یہ تو بنیادی حقوق ہیں۔ جن کی عدم فراہمی کی وجہ سے بچے خود کشی کرنے، گھر سے بھاگنے، نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنے، دہشتگردی اور بہت ساری دوسری جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔

**سوتیلے بچوں کی تربیت ماں، باپ اور اساتذہ کا کردار:**

انسان کی اولین درس گاہ ماں کی گود ہے۔ اپنی ماؤں کی گود سے اعلیٰ تربیت پانے والے انسان آفاق کی بلندیوں کو چھو لیتے ہیں۔ جن میں امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور امام بخاریؒ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں نہ جانے کتنے دانشور افراد ماؤں کی گودوں میں اعلیٰ اخلاق کی تربیت لے کر نکلے بعد ازاں وہ درس گاہوں میں پہنچ کر اعلیٰ کردار اساتذہ سے اعلیٰ اخلاق کی تربیت حاصل کی اور رہتی دنیا تک اپنی شہرت چھوڑ گئے۔

**ماں کی تربیت کی مثال:**

حضرت عبد القادر جیلانی کی بچپن میں والدہ نے تربیت کی اور نصیحت کی کہ "ساری زندگی سچ بولنا، قدرے بڑے ہو کر جنگل کا سفر شروع کیا، راستے میں ڈاکوؤں کے استفسار پر آپ نے سچ بولا اور بتایا کہ اشرفیاں میرے کپڑوں میں سلی ہوئی ہیں"۔[22] یہ ماں کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ نے ڈاکوؤں کے سامنے سچ بول دیا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے ماں کی خدمت کرکے اعلیٰ مراتب حاصل کیے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "یہ سارے مراتب مجھے ماں کی خدمت کی برکتوں سے حاصل ہوئے ہیں"۔[23]

سوتیلے بچوں کی تربیت پیار محبت کی بدولت ہی ممکن ہے۔ چونکہ محبت سے آپ جانوروں اور پرندوں کو بھی سدھار سکتے ہیں اور انسان تو ویسے بھی اشرف المخلوقات ہے۔ اگر بچپن میں ہی سوتیلی اولاد کی تربیت کر دی جائے تو یہ تربیت سوتیلے بچوں کے آخری

[21] Muḥammad bin 'Eisā, al Trimdhī, Kitāb al Sunan, (Karachi: Maktabah tul Bushra, 2012 AD), Hadith No. 1910.

[22] Shatnūfī, Bahja tul Asrār, trans.Sayyid Aḥmad 'Alī, 249.

[23] Munshī Abdul Raḥmān, Bayazīd Bustamī, 5.

وقت تک دلوں پر ثبت رہتی ہے۔ خصوصاً عملی تربیت کو بچہ ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ مثلاً بچے لڑ رہے تھے سمجھایا کہ پہلوان وہ ہوتا ہے جو غصے کو پی جائے چلو اپنے بھائی سے معافی مانگو۔ اس قسم کی تربیت پانے والے سوتیلے بچے صبر و تحمل سے معاملات کو حل کرنے والے بنتے ہیں۔ یونہی سوتیلا بچہ کوئی چیز چرا کر لاتا ہے اگر ماں باپ اس کے اس عمل کو نظر انداز کر دیں تو وہی بڑا ہو کر معاشرے کو تباہ کرنے والا انسان بنتا ہے۔

اخلاق ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اگر انسانوں کا گروہ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے وہ انسان کا گروہ جانور کہلائے گا۔ اگر آپ سوتیلے بچوں کو محبت دیں گے۔ اچھا رویہ اختیار کریں گے بالآخر یہی رویہ سوتیلے بچوں سے آپ کو ملے گا۔ ایسا کبھی نہ ہو گا کہ آپ سوتیلے بچوں سے جھوٹ بولیں اور ان سے سچ سننے کی توقع رکھیں۔

**اساتذہ کا کردار:**

اساتذہ کا کام بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا اخلاقی، ذہنی اور معاشرتی تربیت کرنا ہے۔ اور ان کو جھوٹ، ظلم اور انصاف کے بارے میں آگاہ کرنا ہے۔ اچھے برے کی تمیز سکھانا ہے۔ سوتیلے بچوں کی تربیت کے جو گوشے تربیت سے تشنہ طلب رہ گئے ہوں، ان گوشوں کی بارآوری کرنا ہوتا ہے۔ تربیت دراصل علم پر عمل کرنے کا نام ہے اور علم ہی عمل سے چھلکتا ہے۔ اسے زینت بنا کر نہیں رکھنا پڑتا۔ اگر تعلیم ہو تربیت نہ ہو یہ ایک ادھورا عمل ہے۔ تربیت مال و دولت سے حاصل نہیں کی جا سکتی یہ صرف اساتذہ اور بزرگوں کے رویوں، گفتار و کردار، چال چلن، اٹھنے بیٹھنے کے انداز سے سمجھی جاتی ہے۔

سوتیلے ماں باپ، اساتذہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں کیا اور نہ ہی ان کی اخلاقی تربیت کی ہے۔ یہ اعتراض اس وقت درست تھا جب سوتیلے بچے ماں یا باپ کی آغوش میں تربیت پا رہے تھے کہ انہوں نے اپنے سوتیلے بچوں کی تربیت ہی نہیں کی کیونکہ بچپن میں سیکھی ہوئی باتیں ان کے دماغ پر نقوش چھوڑ جاتی ہیں۔

لہٰذا سوتیلے بچوں کے ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ ان کی بچپن میں احسن طریقے سے تربیت کریں۔ بچوں کے بڑے ہونے پر اساتذہ کرام تعلیم کی روشنی سے منور کریں۔ امید ہے کہ اس طرح سے سوتیلے بچے مستقبل کا عظیم روشن ستارہ بن سکتے ہیں۔

**نتائج وسفارشات:**

نبی اکرم ﷺ نے اخلاص کے ساتھ سوتیلی اولاد کی پرورش فرمائی آپ ﷺ کے زیر پرورش پانے والے افراد نے نہ صرف معاشرے میں بلند مقام حاصل کیا بلکہ یہی افراد اسلام کو پھیلانے میں حضور اکرم ﷺ کا دست راست بنے رہے۔ یہ صرف آپ ﷺ کی پدرانہ شفقت تھی کہ آپ ﷺ کے ماتحت بارہ عدد ربائب اپنی زندگیاں گزار رہے تھے۔ اس خوشگوار زندگی میں کبھی بھی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ

1. سوتیلے ماں باپ، سوتیلے بچوں اور بچیوں کو بوجھ نہ سمجھیں بلکہ اس انداز سے ان کی تربیت و پرورش کریں کہ یہ افراد معاشرے میں پر وقار زندگی گزار سکیں۔ سوتیلے رشتوں کو دلوں کے قریب کرنے کے لیے خلوص استعمال کریں۔ کیونکہ محبت کے ذریعے سے ہی ایک دوسرے کو قریب لایا جا سکتا ہے۔
2. اسلامی لحاظ سے سوتیلے ماں باپ سوتیلی اولاد کے لیے محرم کا درجہ رکھتے ہیں۔ سوتیلے باپ کے لیے سوتیلی بیٹی حقیقی بیٹی کی مانند درجہ رکھتی ہے۔ اسی طرح سوتیلی ماں کے لیے سوتیلی اولاد حقیقی اولاد کا درجہ رکھتی ہے۔

3. موجودہ دور میں فرسودہ سوچ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سوتیلے رشتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ بیوہ یا مطلقہ خواتین اپنے سابقہ شوہر کی اولاد کو اپنی دوسری شادی میں رکاوٹ خیال نہ کریں۔
4. ذرائع ابلاغ کے ذریعے واضح کیا جائے کہ سوتیلی اولاد حقیقی اولاد کی مانند ہے تاکہ غلط سوچ رکھنے والے سوتیلے والدین کو سوتیلی اولاد کے لیے اپنے کردار کی تصحیح کا موقع ملے۔
5. سوتیلے والدین کے لیے لازم ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اسوہ کو مدنظر رکھتے ہوئے نبوی قوانین کی روشنی میں نئے ملے جلے خاندان کی ذمہ داریاں کو نبھائیں۔